مسئلہ باغ فدک

شارح حدیث۔غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ

''عن عائشہ أن فاطمة علیها السلام ارسلت الی ابی بکر تسأ له میراثها من النبی ﷺ مما افاء الله علی رسوله ﷺ تطلب صدقة النبی ﷺ التی بالمدینة وفدك ، وما بقی من خمس خیبر''۔

(صحیح بخاری :جز الثالث،باب مناقب قرابۃ رسول،حدیث ۳۷۱۱،مطبوعہ مکتبۃ السّلفیہ،قاہرہ ۱۴۰۰ھ،ص ۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حضور ﷺ کی میراث کا مطالبہ کیا۔

" فقال ابوبکر اِنَّ رسول الله ﷺ قال لا نورث ما ترکنا فهو صدقة انما یا کل آل محمد من هذا المال ....وانی والله لا اغیر شیئاً من صدقات النبی ﷺ التی کانت علیها فی عهد النبی ﷺ ، ولا عملن فیها بما عمل فیها رسول الله ﷺ فتشهد علی ثم قال :انا قد عرفنا یا ابا بکر فضیلتك ، وذکر قرابتهم من رسول الله ﷺ وحقهم، فتکلم ابو بکر قال، والذی نفسی بیده لقرابته رسول الله ﷺ احب الیَّ ان اصل من قرابتی''۔

(صحیح بخاری : باب مناقب قرابۃ رسول،حدیث ۳۷۱۲)

عرض کیا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی، جو مال ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد ﷺ اس مال سے کھا سکتی ہے، (ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا) بخدا میں حضور ﷺ کے صدقات میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا جس طرح وہ عہد نبوت میں تھے، ویسے ہی رہیں گے اور میں ان میں ایسا ہی کروں گا جس طرح ان میں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسباب کی تصدیق کی اور فرمایا اے ابو بکر! ہم آپ کی فضیلت و بزرگی کو جانتے ہیں، پھر آپ نے اس رشتہ داری کا ذکر کیا جو انہیں حضور ﷺ کے ساتھ تھی، اور ان کے حق کا ذکر کیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے کہیں یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کروں۔

بعض لوگوں نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کیا ہے کہ انہوں نے اہل بیت کی حق تلفی کی ہے، اور باغ فدک حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا حالانکہ انہوں نے اس کا مطالبہ کیا تھا اور جو اہل بیت کو ان کا حق نہ دے بتایئے وہ کون ہے؟

میں ایسے حضرات سے پوچھتا ہوں کہ تم نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات مقدسہ کے بارے میں یہ تصور کیسے کرلیا کہ وہ حدیث رسول ﷺ سن کر حدیث سنانے والے پر ناراض ہوجائیں؟ کیونکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو یہ حدیث بیان فرمائی "اِنَّ رسول اللہ ﷺ قال لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ......الخ" اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو مال ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

فرمایا اور یہ کہا کہ یہ میرے والد ماجد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں ہے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اقرار کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

تو بتائیے یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محض اس وجہ سے ناراض ہوگئیں اور وصال تک انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلام ہی نہیں کیا، کیونکہ انہوں نے باغ فدک نہ دے کر اور یہ حدیث سنا کر حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ کی حلق تلفی کی تھی۔ نعوذ باللہ

میں کہتا ہوں کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ تو قیامت تک آفتاب سے زیادہ چمکتے رہیں گے ''قرابتہ رسول اللہ ﷺ احب الیّ ان اصل من قرابتی'' اللہ کے رسول کی قرابت میرے نزدیک میری قرابت سے بہت زیادہ عزیز ہے۔

اے صدیق اکبر! آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں، آپ نے تو ارشاد فرمایا کہ میری قرابتیں قربان ہو جائیں اللہ کے رسول کی قرابت پر، لیکن یہ کہتے ہیں کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراض ہوگئیں، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، میں کہتا ہوں کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو آپس میں کوئی ناراضگی باقی نہ رہی لیکن آج لوگ ان پر ناراض ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پتا چلا کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ کبیدہ خاطر ہیں، اس لئے نہیں کہ میں نے ان کو حدیث رسول سنائی ہے بلکہ اس لئے کہ میرا اجتہاد ان کے اجتہاد سے بہتر ہے، تو آپ نے مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور سیّدہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہوگئے، آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ عرض کر دیں

ہے اور جب تک رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی راضی نہیں ہوں گی ابو بکر دروازے سے واپس نہیں جائے گا، حدیث پاک میں آتا ہے :

" فترضاها حتى رضيت وهو " یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کیا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئیں۔

(حاشیہ صحیح بخاری، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج ۱، ص ۴۳۵۔ فتح الباری شرح بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب فرض الخمس، حدیث ۳۰۹۴)

یہ تو سب راضی ہو گئے لیکن بعض لوگ آج تک ان پر ناراض ہیں اور سچ پوچھئے تو وہ ناراض تھیں بھی نہیں، وہ تو صرف اجتہاد کے اختلاف کی بنا پر بتقاضائے بشریت کچھ کبیدہ خاطر تھیں، کیونکہ سیّدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجتہاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد سے کچھ مختلف تھا اور اس قسم کے اجتہادی اختلاف کی بنا پر انبیاء کرام میں بھی اس قسم کی کبیدہ خاطری وقتی طور پر پیدا ہو جاتی تھی، اور اگر یہ وہاں کسی سزا کا مستوجب نہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملے میں کیونکر سزا اور طعن کا باعث ہو سکتی ہے۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جب قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام کے حوالے کر کے کوہ طور پر تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو دیکھا کہ قوم بچھڑے کی پوجا میں مبتلا تھی، انہوں نے یہ حال دیکھا تو جلال میں آ گئے، ابھی ہارون علیہ السلام کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی داڑھی پکڑی اور ان کے سر کے بال نوچ لئے، حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کیا! حضور میری داڑھی نہ پکڑیئے، میرے سر کے بال نہ نوچئے، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال رفع ہوا۔ (سورۃ طٰہٰ، پ ۱۶)

اَب بتائیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں یا نہیں؟ تو اس وقتی ناراضگی کی بنا پر کس پر فتویٰ لگائیں گے، حضرت ہارون علیہ السلام پر یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

السلام کی غلطی ہے، حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی واقعی کوئی غلطی نہ تھی، چنانچہ جب معاملہ صاف ہوا تو دونوں میں کوئی ناراضگی نہ رہی۔

(خانیوال شہر میں کی گئی تقریر کا خلاصہ)